مولانا ہاشمیؒ

بحیثیت منتظم

نعیم احمد ملک (اکاؤنٹنٹ دیال سنگھ لائبریری)

کسی ایک منتظم میں جو صفات ہونا چاہئیں ان میں ایک تو یہ کہ اُس کے ماتحت جو لوگ کام کرتے ہیں مطمئن ہوں اور جن لوگوں کی سرپرستی میں وہ (منتظم) کام کر رہا ہے وہ اس کی کارکردگی سے مطمئن ہوں۔ دورِ حاضر میں کسی ایک منتظم کی اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہوگی کہ اس کے ماتحت عملہ کا تعلق اس سے خیر خواہی اور خلوص پہ مبنی ہو اور وہ اس سے محبت کرتا ہو۔

خوش قسمتی سے مجھے مولانا کے ساتھ آٹھ سال سے زائد تک کام کرنے کا موقع ملا اس عرصہ میں کوئی ایسا موقع مجھے یاد نہیں پڑتا جب کبھی میرے دل میں ان سے بے رُخی کی کوئی ایک لہر بھی پیدا ہوئی ہو۔ ایک اکاؤنٹنٹ کے طور پہ ان کے دفتری مالیاتی امور کے علاوہ ذاتی مالیاتی معاملات بھی اکثر میرے ہاتھ ہی سے گزرتے تھے اس لیے ان کے اندرونی حالات کو بھی شاید اُن کی اولاد سے زیادہ بہتر یہ ناچیز جانتا تھا۔

ایک منتظم کی حیثیت سے مولانا سید محمد متین ہاشمی کی ذات گرامی کا جب ہم جائزہ لینا چاہیں گے تو اُن کے منصب کے حوالے سے دیکھنا ہوگا۔ ریسرچ سیل دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری میں انہوں نے تقریباً ۱۸ سال کا عرصہ گزارا یہ ادارہ متروکہ وقف املاک بورڈ کے زیر انتظام چلتا ہے اس طرح سے بورڈ کے افسران بالا مولانا کے انچارج ٹھہرے۔ میں نے آج تک کسی افسر سے مولانا کی ذات گرامی کے بارے میں کسی قسم کی شکائت نہیں سنی۔

دوسری طرف لائبریری میں کم و بیش چالیس اہلکاران / افسران کا سٹاف ہے

اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مولانا کا رویہ ہر فرد کے ساتھ اس قدر شفیقانہ اور ہمدردی کا ہوتا کہ لائبریری کا ہر افسر و اہلکار اپنے ذہن میں مولانا کے بارے میں یہ تصور رکھتا تھا کہ وہ مولانا کے سب سے زیادہ قریب ہے یہی وجہ ہے وہ مولانا کی عزت سب سے بڑھ کر کرنے کی کوشش میں رہتا دفتر کے لوگ اُن سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ گھریلو مسائل کے بارے میں بھی اکثر مولانا سے مشورہ کرتے۔

کسی معاملے کو جب تک مکمل طور پر سمجھ نہ لیں اُسوقت تک کوئی فیصلہ نہیں کرتے تھے اور جب کوئی فیصلہ کر لیتے تو پھر اُسے واپس لینا ان کے اصول کے خلاف تھا۔ مولانا کے دروازے ہر خاص و عام کے لیے ہر وقت کھلے رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے ماتحت عملہ میں سے کبھی اگر کسی خاکروب کو بھی ضرورت ہوتی تو براہ راست ملنے میں اُسے کوئی خاص پیروٹوکول کو عبور نہیں کرنا پڑتا تھا۔ میرے خیال میں یہی ایک خاص وجہ تھی کہ دفتر میں موجود ماتحت عملہ ہوشیار باش رہتا تھا کوئی سینئر کسی جونیئر کو بلا وجہ تکلیف نہیں پہنچاتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ سیدھا مولانا کے پاس پہنچ جائے گا۔

یوں تو مولانا کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں لیکن جب ہم انہیں بحیثیت ایک منتظم کے دیکھتے ہیں تو انہیں ایک کامیاب منتظم پاتے ہیں۔

مجھے یاد آرہا ہے کہ ایک مرتبہ کسی اہلکار سے میرا کسی ذاتی معاملے پر اختلاف ہوگیا اور میں نے اس اہلکار کو کسی نہ کسی طرح زیر کرنے کے لیے ایک منصوبہ بنایا۔ وہ اہلکار کچھ مراعات حاصل کر رہا تھا۔ جس کو میں نے مولانا کے سامنے پیش کیا اور ذاتی رنجش کا ذکر کیئے بغیر قانونی موشگافیوں کے باعث اس اہلکار کی مراعات ختم کرنے کے لیے مولانا سے ہاں کہلوانے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام رہا۔ مولانا نے فرمایا کہ اس کو نقصان پہنچانے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا اور میں جانتا ہوں وہ غریب آدمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں خود انہیں سمجھا دوں گا آپ اس کی مراعات جاری رہنے دیں جب اس اہلکار کو اس صورت حال کے بارے میں معلوم ہوا تو یقینی بات ہے کہ اس کے دل میں مولانا کی قدر میں اضافہ ہوا ہوگا۔

مولانا کی ایک اہم خوبی یہ تھی کہ وہ جب کسی کو معاف کر دیتے تو پھر اس بات کو دوبارہ زندگی بھر زبان پر نہ لاتے جناب مصباح الحق صدیقی جنہوں نے انہیں ملازمت سے چھٹی کرادی بلکہ ریسرچ سیل ختم کرادیا، ریسرچ سیل کی گرانٹ کو غلط طور پر استعمال کیا جس کا انہیں ہمیشہ دکھ رہا۔ لیکن جب اس قسم کے سنگین معاملات میں بھی معافی کا معاملہ آگیا تو آپ نے ایسا معاف کیا کہ شاید کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ ظرف رکھنے والا شخص بھی نہ کر سکتا ہوگا۔

ہم نے آپ کی ذات سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ کسی بھی کام کرنے والے کی مزدوری کی ادائیگی میں آپ انتہائی حساس تھے اور اس بات کو قطعاً برداشت نہیں کرتے تھے کہ کسی نے اگر کام کر دیا ہے تو وہ رقم کی ادائیگی کے لیے دوسرا چکر لگائے یہ بات آپ کے اصول کے منافی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں بھی ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ جونہی کسی پارٹی کا کام مکمل ہوا فوراً ادائیگی کر دی جاتی ہے اُن کا کہنا تھا کہ اس سے ایک طرف تو سب کو پریشانی نہیں ہوتی دوسری طرف خدا کی ذات خوش ہوتی ہے اور تیسرے یہ کہ ادارے کی ساکھ میں اضافہ ہوتا ہے۔

مولانا کی ذات گرامی سے نہ صرف دفتر کے لوگ ہی مطمئن نظر آتے تھے بلکہ آپ کا روحانی فیض عام تھا دعا کے لیے جو لوگ بھی آئے تھے انہیں کبھی مایوس نہیں پایا۔ مولانا کی شخصیت سے فیضیاب ہونے والوں میں مرد عورتیں بچے غرض ہر قسم کے لوگ شامل ہوتے۔

آستان فیض تیرا تھا تو کچھ بھی غم نہ تھا
عقدۂ دشوار لیکر اَب کہاں جائیں گے ہم
کون فیضان نظر سے اب نوازے گا ہمیں
آستاں پہ کس کے حاضر ہونگے اب ہم صبحدم

چونکہ دفتر کے حسابی معاملات کے سلسلے میں مجھے اکثر آپ کے پاس جانا پڑتا تھا تو آپ دوسرے تمام لوگوں کو چھوڑ کر دفتری امور کو نپٹاتے اور مجھے فارغ کر دیتے تاکہ ان کے ملنے والوں کی وجہ سے دفتری امور میں رکاوٹ نہ پڑے۔

جناب ائر کموڈور انعام الحق ڈائریکٹر جنرل آپ کی ہمیشہ تعظیم کرتے جب ۱۹۸۹ء میں

دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے معاملے میں حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کی ٹھن گئی تو آپ نے دونوں حکومتوں میں کسی کا آلۂ کار بننے کی بجائے کنارہ کشی اختیار کر لی اور فرمایا کرتے تھے دونوں مسلمان ہیں یہ جھگڑا محض کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ جلد ٹھیک ہو جائے گا۔

آپ کی ذات ہمہ جہت خوبیوں کی مالک تھی آپ بہت مستجاب الدعوات تھے۔ لوگ دور دور سے آپ کے پاس دعا کے لیے آتے۔ آپ دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے بیٹھتے تو پاس بیٹھے احباب کو ساتھ ضرور شامل فرماتے۔

آپ کی ذاتِ گرامی میں بحیثیت ایک منتظم کے جو خوبیاں پائی گئیں ان میں سے ایک عام اہلکار کی حیثیت سے میں انتہائی متاثر رہا۔ چونکہ مجھے اپنی زندگی میں بہت سے افسران کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا اس لیے تقابلی جائزہ میں آپ کو ایک منفرد مقام پر پاتے ہوئے یہ کہنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا ہوں کہ آپ ایک درویش منش ویانتدار انسانیت کا احترام کرنے والے اور ضرورت مند کی ضرورت کو محسوس کرنے والے نہایت نیک دل اور اعلیٰ ظرف منتظم تھے۔ اور یہ تمام خوبیاں کسی ایک منتظم میں بیک وقت موجود ہونا دورِ حاضر میں ایک معجزہ سے کم نہیں۔

آپ کو ہر قسم کے لوگوں سے رابطہ کا موقع ملتا تھا۔ ایک جو خاص بات میں محسوس کرتا تھا وہ یہ کہ جب کوئی بڑا آدمی (یعنی دانشور عالم) آپ کے سامنے ہوتا تو آپ کی گفتگو میں عالمانہ انداز پایا جاتا جب انتظامی بات ہوتی تو آپ ایک منتظم کے طور پر اور جب کسی چھوٹے اہلکار سے گفتگو فرماتے تو انتہائی سادہ، صاف اور عام آدمی کی طرح گفتگو ہوتی۔ ایسا کبھی نہ تھا کہ آپ کسی جاہل کے ساتھ عالمانہ انداز اپنا رہے ہوں۔

مولانا کو اللہ تعالیٰ نے پُر اثر اور قد آور شخصیت عطا فرمائی تھی مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری میں ان کی خدمات کا اعتراف نہ صرف علمی حلقوں نے کیا بلکہ صدر محمد ضیاء الحق نے لائبریری آکر خود ریسرچ سیل کو دیکھا اور کام کو سراہا۔

وسائل کی کمی کے باوجود ریسرچ سیل نے جتنا تحقیقی کام کیا اور جس قدر تحقیقی مقالات

اور کتابیں طبع کیں وہ مولانا کی انتظامی اور علمی صلاحیتوں کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہیں ۔ مولانا نے اپنی زندگی میں ریسرچ سیل کے لیے نہ صرف قابل قدر خدمات سرانجام دیں بلکہ اسے عملے کی تربیت کی صورت میں ایک ایسی مضبوط بنیاد فراہم کر دی جو اس کام کو جاری رکھنے کے لیے بہت ضروری تھی ۔

سینئر ریسرچ افسر حافظ غلام حسین صاحب مولانا کے خصوصی شاگرد اور معتمد خاص ہیں مولانا کی کمی تو بہر حال پوری نہیں ہو سکتی لیکن پچھلے چند ماہ میں جس طرح انہوں نے ریسرچ سیل میں تحقیقی کاموں کو جاری رکھا ہے وہ قابل تعریف ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریسرچ سیل کی صورت میں مولانا کا فیضان تا قیامت جاری رہے گا کیونکہ اس درخت کی آبیاری مولانا نے اپنے خونِ جگر سے کی ہے اس پر جو بھی پھل آئے گا وہ انہی کے نام سے منسوب ہو گا ۔

آپ کو ان ہی خوبیوں کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا ۔ اور یہ خلاف الحال پُر ہوتا نظر نہیں آتا ۔ اللہ کریم انہیں کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے ۔

اے متاعِ عزتِ پشیں کے پچھلے کارواں
آہ وہ بھی مٹ گیا باقی جو تھا تیرا نشاں
جس کی اک اک بات تھی روحِ بلالی کی اذاں
جس کی رگ رگ میں تھیں سوز و درد کی چنگاریاں
اب ہمیشہ کے لیے وہ آہ ہم سے چھٹ گیا
وائے ناکامی ہمارا قافلہ اب لٹ گیا